ادبیات

ایک حدیث کی شاعرانہ تفسیر

از جناب الم صاحب مظفر نگری

ایک دن صاحبِ قرآن نے حذیفہ سے کہا
یاد رکھنا یہ وصیت مری اے مشفقِ من

جب مسلمان شقاوت کا نشانہ بن جائیں
اور پا جائے رواج ان میں عداوت کا چلن

ان میں باقی نہ رہے رسمِ اخوت کا نشاں
ایک کا ایک سراسر بنے جانی دشمن

غالب آجائے دلوں پر اثرِ بغض و نفاق
بھائی سے بھائی ہو اور باپ سے بیٹا بدظن

وحشیانہ ہوں چلن ان کے درندوں کی طرح
خون کا ایک کے ہو ایک پیاسا ہمہ تن

فرقہ بندی سے کسی وقت نہ فرصت ہو انھیں
ان کے گھر گھر میں رہے روز نرالی ان بن

سب کا مذہب ہو جدا سب کا عقیدہ ہو جدا
یعنی ہوں قافلۂ وحدتِ دیں کے رہزن

نئے قانون بنیں اور نئی انجمنیں
نظمِ اسلام پہ ہونے لگیں سب قہقہہ زن

ہوں جوانانِ چمن ایسے دلیر و گستاخ
گرمِ تنقید ہو لالہ پہ زبانِ سوسن

زلفِ سنبل پہ کرے شاخِ سمن طعنہ زنی
چشمِ بلبل میں کھٹکنے لگے گل کا جوبن

بدعتیں ہونے لگیں جب یہی ہر صبح و مسا
رازِ غنچوں کا کرے فاش نسیمِ گلشن

یہ بدآموزیٔ اخلاق کا عالم ہو جائے
غنچہ کہنے لگے سوسن کو زبانِ الکن

نرم لہجے میں بھی پنہاں ہو زبانِ خنجر
موجِ شبنم سے لگے کٹنے گلوں کی گردن

ظلم و عدوان کا مرکز ہو ہر اک ذرۂ باغ
خونِ بلبل سے ہو رنگین فضائے گلشن

اہلِ حق کے لئے لازم ہے حذیفہؓ اسوقت ہو جدا فرقہ پرستوں سے بطرزِ احسن
دفعتہً کرکے یہ اعلان علیحدہ ہو جائے میں مسلمان ہوں ہرگز نہیں حامیٔ فتن
آفتیں سر پہ جو آئیں انھیں برداشت کرے سختیاں جھیل کے اس راہ میں مرنا احسن
انچہ گفتم بتو آں بر ورقِ دل بنگار
بہتر از فرقہ پرستی بہ مصیبت مردن

غزل

از جناب خمار صاحب بارہ بنکوی

اب اتنی رہ و رسم ہے زندگی سے کہ جیسے ملے اجنبی اجنبی سے
منھ اک اک کا تکتا ہوں میں بیکسی سے سہارا نہ ٹوٹے کسی کا کسی سے
جدا ہو کے مجھ سے کوئی جا رہا ہے گلے مل رہی ہے اجل زندگی سے
وہ سجدے جو ہوں تابعِ ہوش زاہد بہت دور ہیں مرکزِ زندگی سے
محبت کا اک دور ہوتا ہے وہ بھی کہ آتا ہے منھ کو کلیجہ ہنسی سے
وہ رنگیں دہن وہ تراوش سخن کی مہک نکلے گویا شگفتہ کلی سے
سکوں تیرے قدموں سے لپٹا رہیگا گزر جا حدودِ ملال و خوشی سے
وہ تیری جدائی کے دن توبہ توبہ کہ راتیں بھی شرما گئیں تیرگی سے
خمار اب بھی جینے کو میں جی رہا ہوں
مگر کچھ تعلق نہیں زندگی سے